رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

(الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام اڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

Digtized by Khilafat Library

مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | ۲۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۳۲

Kharian

فہرست

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں جناب قاضی امیر حسین صاحب نے بعد از نماز عصر درس حدیث اور جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بعد از نماز فجر درس کتب حضرت مسیح موعودؑ شروع فرما دیا ہے۔

اس اخبار میں دیوبندیوں کے متعلق جو مضمون شائع کیا گیا ہے۔ یہ علیحدہ بھی چھپوایا گیا ہے۔ احباب دفتر ناظر صاحب تالیف و اشاعت سے منگوا کر اپنے اپنے علاقہ میں تقسیم کریں۔

نور ہسپتال کی عمارت عنقریب مکمل ہونیوالی ہے

لنڈن کا خط

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

ڈاکٹر بیلی اور مسٹر ولیم مسلمان ہو گئے

ملاقاتیں ہفتہ گذشتہ میں جو لوگ ہمارے مکان پر ملنے کے لئے آئے یا جن سے ملنے ہم گئے۔ انمیں سے قابل ذکر بتفصیل ذیل ہیں۔

(۱) مسز برل یہ ایک معزز عالی خاندان تعلیم یافتہ خاتون ہیں قاضی محمد حسین صاحب ایم۔ اے کی تبلیغ سے اسلام لائی تھی۔ مکرم مفتی صاحب ہمیں خاتون موصوفہ کے مکان پر لے گئے۔ مہمان نوازی کا نمونہ ہے۔ سلسلہ عالیہ سے محبت رکھتی ہے۔ اور ہمیں رخصت کرنے وقت کہنے لگیں "سب

اکثر ہمارے یہاں بھی آیا کرتی ہیں۔ چنانچہ ہفتہ گذشتہ میں بھی تشریف لائیں۔ اور اخویم قاضی عبداللہ صاحب کے لئے کھانا پکا کر لائیں۔

(۲) خالد شیلڈریک۔ یہ انگلستان کے پرانے نومسلموں میں سے ایک جوشیلے اور واقف نومسلم ہیں۔ چودہری فتح محمد صاحب سے اسلام اور نومسلموں کے متعلق ضروری گفتگو کرتے رہے۔ انکو سلسلہ عالیہ کی خصوصیات کی طرف توجہ دلائی گئی۔

(۳) مسٹر بشیر کوریو سے ان کے مکان پر ملاقات ہوئی نہایت محبت سے پیش آئے۔ اور راستہ میں دور تک چھوڑنے آئے۔ ایک اہل علم اور علم دوست آدمی ہیں شاندار لائبریری ہے۔ محبت رکھنے والا آدمی ہے

(۴) لٹریچر تقسیم لٹریچر کا کام حضرت مفتی صاحب کی

ہیں۔ جب تک کسی کام میں روکاوٹیں حائل نہوں۔ اوسکی کامیابی مشکوک ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ لوگ مفصلہ ذیل دو واقعات سنکر خوش ہونگے۔

(۱) ایک بڑھیا عورت کو میں نے ایک نسخہ "صداقت کی طرف بلاوا" کا پیش کیا۔ اس نے لینے سے انکار کیا اور بولی "میں کیتھولک ہوں۔ میرا مذہب سچا ہے" اسپر مینے جواب دیا۔ کہ آپ کا مذہب کچا اور بودا ہے جسے سچائی کے حملہ کا فکر ہے۔ آخر وہ بغیر کاغذ لئے چلی گئی۔

(۲) گاڑی میں کچھ بوڑھے انگریز بیٹھے تھے۔ ہم بھی اوسی میں جا بیٹھے۔ مکرم مفتی صاحب نے رسالہ ان کو دیا۔ ایک نے تو پڑھ کر بحث شروع کر دی۔ اور آخر عاجز آگیا۔ مگر دوسرے حضرت نے ذیل کی حرکت کی۔

وہ شخص۔ تو پھر کیا تم کفارہ پر ایمان نہیں رکھتے

مفتی۔ نہیں میں کفارہ پر آپ کی طرح ایمان نہیں رکھتا

وہ شخص۔ اوہ تم سے بات کرنے کا پھر کیا فائدہ۔

مفتی۔ کفارہ پر ایمان بے فائدہ اور بے معنی و بے نتیجہ ہے (تشریح کے ساتھ۔)

وہ شخص۔ تم دنیا کو نقصان پہنچا رہے ہو۔ اور جھٹ ہمارا رسالہ پھاڑ کر پھینک دیا۔

تقریریں اور مباحثہ

خطبہ جمعہ خاکسار نے اردو میں پڑھا کیونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب معہ چند اور غیر احمدی ہندوستانی احباب کے جمعہ کے لئے ہمسٹن کورٹ سے آئے ہوئے تھے۔ خطبہ میں تقویٰ پر وعظ کیا۔ اور اس زمانہ میں "متقی" بننے کے لئے حضرۃ مسیح موعود کے حلقہ غلامی میں آنے کی ضرورت کو پیش کیا۔ ایتوار کو چودہری فتح محمد سیال کا لیکچر احمدیہ لیکچر روم میں "عشق الٰہی" پر ہوا۔ اور چودہری صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ بتایا کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے کا قرآن پاک نے کیا ذریعہ بتایا ہے۔ بعض ہندوستانی ہندو مسلمان طلباء بھی حاضرین میں تھے۔ ایک مصری نوجوان اور ایک بڑھیا تھوسوفسٹ عورت علاوہ نو مسلم انگریز خواتین کے حاضرین میں تھے۔ حاضرین میں ایک نو مسلم بہن اپنے سیاہ نرسوں کے لباس میں آئی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت مفتی صاحب کا ہائڈ پارک میں ایک عیسائی واعظ سے دلچسپ مباحثہ ہوا۔ جسمیں اس نے تسلیم کیا۔ کہ سؤر کا گوشت عیسائیوں کو نہیں کھانا چاہیئے۔ اور نہ ہی ایتوار کو سبت منانا چاہیئے بلکہ سبت کا اصل دن ہفتہ ہے۔ غریب مسیحی واعظ آخر یسوع کے شراب بنانے والے معجزہ پر پکڑا گیا اور عاجز آکر تقریر کو بند کر کے چل پڑا۔ لوگوں کے بکڑنے سے بھی پیچھے واپس نہ آیا۔

کام کا نتیجہ۔ دو نو مسلم۔ احمد و محمود

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے غریب نوازی سے دو اور مردوں کو قبول اسلام کی توفیق دی۔ ہر دو مبلغین احمدیت مقیم لنڈن کے زیر تبلیغ تھے۔ آخر صداقت نے اثر کیا۔ اور جس ڈاکٹر صاحب کا ذکر گذشتہ رپورٹ میں تھا کہ وہ بہت اچھا اثر لے کر گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان چودہری فتح محمد صاحب کے ہاتھ پر کر دیا اور ان کے علاوہ ایک اور شخص نے بھی اس عاجز کی تبلیغ سے دین حقہ کو قبول کیا ہے۔ ہر دو اشخاص کی درخواستہائے بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوا دی ہیں۔ نو احمدیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) ڈاکٹر جارج سیموئیل بیلی ایم۔ ڈی۔ اسلامی نام احمد رکھا گیا۔

(۲) مسٹر فرنس ولیم۔ اسلامی نام محمود رکھا گیا۔

احباب انکی استقامت کے لئے دعا فرمادیں۔

ہر چیز کی گرانی

اگرچہ جنگ ختم ہو چکی ہے مگر مزدوری پیشہ لوگوں کا اتفاق اور زائد تنخواہوں کے مطالبات نے سوداگروں کو مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہر چیز کی قیمت بڑھا دیں۔ ہر چیز گراں ہے۔ روٹی کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ دودھ مہنگا ہو گیا ہے۔ اور انڈا آج کل ایک شلنگ فی انڈا ہو گیا ہے۔ آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ تالیف و اشاعت کے فنڈز کو مضبوط کریں۔ اور میدان میں کام کرنیوالے سپاہیوں کو وقت پر راشن پہونچانے میں نظارت اشاعت کی دل کھولکر مدد کریں۔

عام حالات

موسم میں سردی کی طرف تغیر ہے ملک میں سوشلسٹ عنصر زیادہ ہوتا جارہا ہے۔ ہندوستانیوں نے ایک جلسہ کر کے پنجاب کے حادثات پر اظہار ناراضگی کیا۔ لفٹنٹ گورنر پنجاب سرمائیکل اور حکومت ہند کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ خود مختار حکومت کا مطالبہ کرنے والے اپنے جذبات پر حکومت کرنا بھی نہیں جانتے۔ اور انکی حالت ہی بتاتی ہے۔ کہ ملک ابھی خود مختار حکومت کے قابل نہیں ہوا

اخبار احمدیہ

جناب قاضی عبداللہ صاحب کی تاریخ روانگی از لنڈن

بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے مبلغ اسلام ۲۵ر اکتوبر ۱۹۱۹ء کو لنڈن سے بعزم ہندوستان روانہ ہونگے۔ احباب جناب قاضی صاحب موصوف کے صحت و سلامتی کے ساتھ دارالامان میں پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔ خیال ہے کہ غالباً قاضی صاحب کے ہمراہ شیخ محمد اسماعیل صاحب احمدی بیرسٹر بھی ہونگے۔

خلاصہ روئداد جلسہ جماعت احمدیہ فیروزپور

جماعت احمدیہ فیروزپور کا ایک جلسہ ۲۹ر ستمبر ۱۹۱۹ء کو منعقد ہوا۔ جس کی غرض یہ تھی کہ چونکہ حضرت خلیفۂ ثانی کی طرف سے جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب جماعت فیروزپور کے امیر مقرر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ سکرٹری نیا تجویز کیا جائے اور ضروریات کے مطابق بعض نئے عہدے بھی تجویز کئے جائیں۔ چنانچہ میاں محمد امیر صاحب سکرٹری اور پیر اکبر علی صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی فنانشل سکرٹری۔ بابو جمال الدین صاحب نائب محاسب اور بابو محمد حسن خان صاحب آڈیٹر حساب و نائب فنانشل سکرٹری نامزد ہوئے۔

ایڈیٹر کی اطلاع

میں پندرہ یوم کے لئے اپنے وطن جارہا ہوں۔ اس عرصہ میں جو صاحب مجھے یاد فرمانا چاہیں۔ وہ "بلانی۔ ضلع گجرات" کے پتہ پر خط ارسال فرمادیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام نبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(اشتہار نمبر ۱۰)

علمائے دیوبند کی مفتریات اور اکاذیب کی تردید

شکست کو چھپانے کے لئے ان کے ادعائے فتح کی حقیقت

علمائے دیوبند کا مباہلہ سے کھلا کھلا فرار

اور ان پر ہماری طرف سے انتہائی طریق سے اتمام حجۃ

ہمارے اشتہار نمبر ۹ مورخہ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء کے جواب میں علمائے دیوبند کے قائم مقام نے ایک بیس صفحہ کا رسالہ اور اسی کا خلاصہ اشتہار کی صورت میں شائع کیا ہے اور غالباً ان پر علیحدہ علیحدہ نمبر ڈالکر اس ندامت کو مٹانے کی کوشش کی گئی ہے جو ہماری طرف سے ان کے مقابلہ میں دو اشتہار زائد شائع ہونے پر انہیں لاحق ہوئی تھی۔ اور جس کے لئے اس وقت تک ہمارے اشتہارات کے نمبروں کو کم کرکے دکھانے کے لئے ان کے متعلق "عمداً یا سہواً" کا فقرہ استعمال کیا جا رہا تھا۔

علمائے دیوبند کی افتراپردازیاں

جن اصحاب کی نظر سے ہمارے اشتہارات مسلسل گذرتے رہے ہیں۔ وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ہم شروع سے ہی لفظی بحثوں میں پڑنے اور دوراز کار امور پر لکھنے سے اسلئے احتراز کرتے رہے ہیں کہ اصل مقصد یعنی مباہلہ کی کارروائی سے دور نہ جا پڑیں۔ اور اسی غرض سے علمائے دیوبند کو بھی بار بار نصیحت کرتے رہے ہیں کہ اصل امر کو چھوڑکر اِدھر اُدھر کی باتوں میں نہ اُلجھیں۔ لیکن انہوں نے مباہلہ کے اس خوف و غم کی وجہ سے جو ان کے قلوب پر ابتدا سے مستولی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے نہ صرف ہماری اس نصیحت پر کان نہیں دھرا۔ بلکہ اب تو اسقدر ڈھیٹ دلیری اختیار کرلی ہے۔ کہ بعض خودساختہ امور کو بیجا طور پر خواہ مخواہ ہمارے ذمہ لگاکر یہاں تک لکھدیا ہے کہ ہم نے ان کو تسلیم کرلیا ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ میں ان کے قائم مقام نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے "جماعت قادیان نے امور ذیل کو تسلیم کرلیا" کے زیر عنوان گیارہ ایسی باتیں درج کی ہیں۔ جو بالکل جھوٹ اور افترا ہیں۔ اور جن کا ثبوت ہماری تحریروں سے وہ ہرگز پیش نہیں کرسکتا۔ ہم ان کے متعلق چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اگر علمائے دیوبند کا قائم مقام اپنے بیان میں سچا ہے۔ تو ان امور کا ثبوت ہماری تحریروں سے پیش کرے۔ اور بتائے۔ کہ ہم نے ان امور کو کہاں تسلیم کیا ہے۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید شدید کو سامنے رکھ کر دیکھے۔ کہ اس نے کیسی بے جا حرکات سے کام لیا ہے۔ اور کیسی شرمناک افتراپردازیاں کی ہیں۔ جن غیر متعلق باتوں کو ہم نے اپنے اشتہارات میں اس لئے نظرانداز کیا کہ اصل امر مباہلہ سے دور نہ جا پڑیں۔ اور ان میں پڑکر علمائے دیوبند کو مباہلہ سے فرار اختیار کرنے کا موقع نہ دیں۔ ان کے اس طرح نظرانداز کرنے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ان کو ہم نے تسلیم کرلیا ہے۔ سوائے کسی ایسے شخص کے جس کا دماغ مختل ہوچکا ہو کسی دوسرے شخص کا کام نہیں ہے۔

دیوبندی قائم مقام کی حواس باختگی

علمائے دیوبند کے قائم مقام نے اپنے اس رسالہ و اشتہار میں جس قدر معقولیت سے کام لیا ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے ہمارے ایک گذشتہ اشتہار کی ایک لفظی غلطی (۲۵ جنوری بجائے ۲۴ جنوری) کو لے کر آسمان سر پر اٹھا لیا ہے۔ حالانکہ وہ ایسی ہی معمولی غلطی ہے۔ جیسی کہ وہ خود اپنے اشتہار نمبر ۳ کی پچیسویں سطر میں "حشو" کو "خشو"۔ اور اشتہار نمبر ۳ کے تیسرے کالم میں "فراخ حوصلگی" کو "فراخ ہوصلگی" لکھ کر چکا ہے بلکہ مزید براں وہ تو یہاں تک بے باک معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی ایک آیت میں تحریف بھی کر چکا ہے چنانچہ علیہ توکلت و الیہ انیب لکھ کر اس بات کا ثبوت دے چکا ہے کہ ایک معمولی غلطی کی وجہ سے ہمارے منہ آنے والا خود قرآن کریم کی آیت میں اپنی طرف سے ایک واؤ زائد کرنے کا مرتکب ہے۔

ہمیں اس قسم کی باتوں میں پڑنے کی نہ ضرورت تھی۔ اور نہ آج تک ہم نے ان کو چھیڑا ہے۔ لیکن اس وقت محض یہ دکھانے کے لئے کہ ہم پر بدحواسی کا الزام لگانے والا خود کس قدر ہوش و حواس اور علم و عقل کا مالک ہے بطور نمونہ کے طور پر بعض باتیں لکھ دی ہیں۔ آئندہ اگر اس پہلو کی طرف ہماری توجہ پھر مبذول کرائی گئی۔ تو ہم زیادہ تفصیل اور تشریح کے ساتھ اس کے متعلق لکھینگے۔

دیوبندی قائم مقام کا عجز اور درماندگی

ہمارے مقابلہ میں دیوبندی قائم مقام کی جو حالت ہو رہی ہے۔ وہ اسی سے ظاہر ہے کہ وہ اصل مقصد سے ہٹ کر چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھتا رہتا ہے۔ اور اب تو وہ اسقدر عاجز اور درماندہ ہو گیا ہے کہ اپنی رستگاری کے لئے عجیب عجیب چالیں چل رہا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"کیا جماعت قادیان کے سرگرم حامیان مذہب میں ایک شخص بھی اتنی جرأت نہیں رکھتا۔ کہ ایڈیٹر الفضل کے قلم کو جس نے ان کو اس درجہ رسوائی تک پہنچایا ہے۔ سنبھال لے۔"

جائے غور ہے۔ کہ جماعت قادیان کی تو رسوائی علمائے دیوبند دل و جان سے چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر ایڈیٹر الفضل کا قلم اس کا موجب ہو رہا ہے۔ تو یہ ان کی عین منشاء پوری ہو رہی ہے۔ پھر اس وجہ سے ایڈیٹر الفضل کے قلم کو سنبھال دینے کی درخواست کے کیا معنی؟ صاف ظاہر ہے۔ کہ اس پردے کے نیچے جو تار عنکبوت سے بھی زیادہ نازک اور کمزور ہے۔ اپنی عاجزی اور درماندگی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے خلاصی پانے کی درخواست کی گئی ہے۔ لیکن قائم مقام علمائے دیوبند کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اس وقت تک اس قسم کی کسی تحریر پر توجہ کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں۔ جب تک صاف اور کھلے الفاظ میں علمائے دیوبند کی شکست اور کامل ہزیمت کا اعلان نہ کر دیا جائے۔

مباہلہ سے بچنے کے لئے علمائے دیوبند کی چالبازیاں

علمائے دیوبند کا پریشان خاطر قائم مقام لکھتا ہے کہ:۔

"جب علماء دیوبند کی طرف سے مناظرہ کا لفظ اشتہار میں لکھا گیا۔ تو جماعت قادیان میں کس قدر پریشانی پھیلی۔ اور کیونکر کن کن تدابیر کے ساتھ اس سے جان بچانا چاہا۔ الخ"

لیکن وہ اصحاب جو طرفین کے اشتہارات کا شروع سے لے کر اسوقت تک مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ خوب جانتے ہیں کہ کیوں علمائے دیوبند نے مباہلہ سے ہٹ کر مناظرہ کی طرح ڈالی۔ اور پھر کیوں خود ہی اس سے راہ فرار اختیار کر لی۔

ذیل میں ہم مختصراً اس کے متعلق بیان کرتے ہیں:۔

ہمنے علمائے دیوبند کو جو دعوت مباہلہ ۱۰۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کو دی تھی۔ اس کی محرک انکی وہ تحریر تھی۔ جسمیں انہوں نے اپنے مخالفین کو محض مباہلہ کی دعوت دی تھی نہ کہ مناظرہ اور مباہلہ دونوں کی۔ اس لئے ہماری دعوت بھی محض مباہلہ کی ہی دعوت تھی۔ چنانچہ ہم نے اپنے سب سے پہلے اشتہار میں یہی پوچھا تھا کہ "کیا علمائے دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے" اور اس کے جواب میں دیوبند سے جو اشتہار شائع ہوا۔ اس میں بھی یہی دریافت کیا گیا تھا کہ "کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کریگی" پھر اس کے جواب میں جب ہم نے مباہلہ پر آمادگی ظاہر کرتے ہوئے مرکزی حیثیت میں شائع کر دیا کہ "امام جماعت احمدیہ علمائے دیوبند سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں" تو دیوبندی علماء نے باوجود اس کے کہ بنیادی اور سابقہ تحریروں میں مناظرہ کا کوئی ذکر نہ تھا (جیسا کہ مختصراً اوپر دکھایا جا چکا ہے) مباہلہ سے جان بچانے کے لئے مناظرہ کی گفتگو شروع کر دی۔ چونکہ مباہلہ سے بچنے کے لئے یہ ایک حیلہ سازی تھی۔ اس لئے ہم نے اصل مقصد جو مباہلہ تھا۔ اس کو پیش نظر رکھ کر علمائے دیوبند کو ان کی نئی حیلہ سازی سے باز رکھنے کی سعی کی۔ اور ہر طرح سمجھایا۔ لیکن جسقدر ہم نے اس سے رد کا۔ اسی قدر اسپر زور دیا گیا۔ تاکہ اس کی آڑ لے کر مباہلہ سے خلاصی حاصل ہو جائے۔ مگر جب ہم نے ان کے اس حیلہ کا بھی علاج کر دیا۔ اور مناظرہ کو منظور کر کے معقول و مفید طریق مناظرہ پیش کیا۔ تو یہ دیکھیے کہ ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ وہی علمائے دیوبند جو قبل ازیں مناظرہ کا یہ طریق پیش کرتے تھے کہ:۔

"جب تک اتمام حجت واضح طور پر نہ ہو جائے۔ اسوقت تک دلائل سننے اور جوابات سنانے کا سلسلہ منقطع نہ ہو"

انہی کے منہ سے یہ آواز آنے لگی کہ:۔

"فرض کیجیئے۔ کہ اس سلسلہ مناظرہ میں ۲ ماہ صرف ہو گئے۔ تو عام شرکاء جلسہ

جو دور دراز سے اگر شرکت کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کے مصارف عظیمہ کی کچھ پرواہ نہ کرنا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نہ اس قدر مدت تک شرکاء مجلس ٹھہر سکینگے۔ اور نہ مناظرہ کی انتہا اور مباہلہ کی ابتداء ان کو دیکھنے کی نوبت آئیگی"

کہاں تو ایسے مناظرہ پر آمادگی جس کا سلسلہ ہی منقطع نہ ہو۔ اور کہاں دو ماہ کی فرضی مدت پر بھی اسقدر سراسیمگی کہ اسے ظلم عظیم قرار دینے لگ گئے۔ اور ماسوا اس کے مناظرہ کی دوسری شرائط میں اُلجھکر اپنے لئے دوسری طرح بھی راہ فرار نکالنی چاہی۔ لیکن جب معقول اور مدلل طریق سے ہم نے انہیں ملزم کیا۔ اور انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ مباہلہ سے بچتے بچتے مناظرہ بھی گلوگیر ہو گیا ہے۔ تو نہایت دیدہ دلیری سے اپنی پہلی تحریروں پر خاک ڈالتے ہوئے لکھ دیا کہ:-

"ہم بغیر مناظرہ ہی مباہلہ کے لئے آمادہ ہیں"

اور حیرت یہ ہے کہ یہ لکھتے ہوئے اپنے حسب ذیل الفاظ کو بھی بھول گئے کہ:-

"جو ترتیب ہم نے قائم کی ہے۔ کہ اول مناظرہ ہو اور پھر مباہلہ۔ یہی عقلی اور شرعی ترتیب ہے"

اگر فی الواقعہ ان کے نزدیک یہ عقلی اور شرعی ترتیب تھی۔ اور محض بہانہ نہ تھا تو کیا صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ اس کو خود ہی بدل کر انہوں نے عقل اور شرع دونوں کو جواب دے دیا۔ اور اسقدر بے باکی اور شریعت کی خلاف ورزی محض مناظرہ سے رستگاری حاصل کرنے کے لئے کی۔

اس الزام سے بچنے کے لئے اب علمائے دیوبند کی طرف سے یہ کہا گیا ہے۔ کہ دراصل انہوں نے مناظرہ سے ہمیں معافی دیدی ہے۔ لیکن عقلمند اور دانش ور اصحاب دیکھیں۔ اور غور فرمائیں کہ کیا علمائے دیوبند نے ہمیں معافی دینے کی خاطر عقل اور شرع کی خلاف ورزی گوارا کی یا مناظرہ سے جان بچانے کے لئے اسقدر جرأت سے کام لیا۔ صاف عیاں ہے کہ مناظرہ سے فرار اختیار کرنے کے لئے انہوں نے یہ طریق اختیار کیا ہے۔ ورنہ ہماری طرف سے اشتہار نمبر ۹ میں بھی یہی اعلان ہو چکا ہے کہ:-

"اگر وہ (علمائے دیوبند) مناظرہ کی طرف پھر رجوع کرنا چاہتے ہوں تو ہم بھی اپنے پہلے اعلانوں کے مطابق ان سے مناظرہ کرنے پر تیار ہیں۔ بشرطیکہ کوئی ایسی صورت وہ منظور کریں۔ جس سے مناظرہ کے بعد مباہلہ ضرور ہو جائے"

اب جبکہ مناظرہ سے جو مباہلہ سے بچنے کے لئے آڑ بنایا گیا تھا۔ اپنی قرار دادہ شرعی اور عقلی ترتیب کی خلاف ورزی کر کے علمائے دیوبند نے دست بردار ہونا مناسب سمجھا۔ تو مباہلہ کے پیالہ کو ٹالنے کے لئے انہوں نے ایک اور راہ نکالی۔ اور وہ یہ کہ اثر مباہلہ و مفہوم مباہلہ کی تشریح و تعیین کردی جائے۔ جس کے متعلق ان کا دعویٰ ہے۔ کہ یہ مطالبہ علمائے دیوبند کا آٹھ ماہ سے جاری ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ آٹھ ماہ کیا۔ آج تک ہمیشہ ہمارے مخالفین مباہلہ سے بچنے کے لئے اسی بات کی پناہ لیتے رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے سب سے پہلے اشتہار میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھدیا تھا کہ:-

"خدا کا برگزیدہ نبی مرزا غلام احمدؑ مبعوث ہوا۔ اور اس نے تمام ہندوستان کے علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا مگر کوئی مقابل پر نہ آیا۔ حتیٰ کہ علمائے دیوبند بھی خموش رہے۔ اور یوں خدا کے مسیح کی صداقت پر مہر کردی۔ اور بعض بیہودہ **عذر تراشنے لگے۔ کسی نے کہا کہ پہلے عذاب کی تعیین کردو۔** کسی نے کہا۔ غیر مامور کے ساتھ مباہلہ جائز نہیں"

پس علمائے دیوبند کے قائم مقام کا بقول خود آٹھ ماہ سے اسی بات کا مطالبہ کرنا جس کو حیلہ بنا کر آج تک ہمارے مخالفین مباہلہ سے جان بچاتے رہے ہیں۔ اگر کچھ ظاہر کرتا ہے۔ تو یہی کہ وہ بھی شروع سے اسی حیلہ سازی سے کام لیتے آئے ہیں۔ لیکن چونکہ پہلے اور باتوں میں اُلجھے ہوئے تھے اس لئے اس پر زور دینے کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ اور اب جبکہ دوسری باتیں ان کی مخلصی کا موجب نہ ہو سکیں۔ تو کلیۃً اس کو اختیار کر لیا۔

علمائے دیوبند کے قائم مقام کا یہ لکھنا کہ مفہوم مباہلہ اور اثر مباہلہ کی تعیین کی ضرورت ان کو اس لئے پیش آئی ہے کہ:-

"علمائے دیوبند نے بارہا کے تجربوں سے دیکھ لیا تھا کہ مرزا صاحب اور مرزائی بوقت ضرورت مباہلہ کے مفہوم کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل کرنا چاہتے ہیں"

ایک صریح جھوٹ اور کذب بیانی ہے۔ کیونکہ نہ کبھی ہم نے بوقت ضرورت مفہوم مباہلہ کو بدلا ہے۔ اور نہ آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل کیا ہے۔ علمائے دیوبند کا یہ الزام کہ ہم آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل کرنا چاہتے ہیں محض ایک دھوکا ہے۔ اگر علمائے دیوبند میں دیانت اور امانت ہوتی۔ تو وہ پہلے ان آثار مباہلہ کا ذکر کرتے۔ جو ان کے نزدیک شریعت اسلام سے ثابت ہیں۔ اور پھر لکھتے کہ جو آثار مباہلہ ہمارے نزدیک ہیں۔ وہ کس طرح ان آثار کے خلاف ہیں جو شریعت اسلام سے ثابت ہیں۔ بے دلیل یونہی ایک الزام شائع کرنا علماء کا نہیں۔ بلکہ جاہلوں کا کام ہے۔ اگر علمائے دیوبند سچے ہیں تو وہ بتائیں کہ شرعی طور پر آثار مباہلہ کیا ہیں۔ جنمیں ہم نے غیر آثار کو داخل کیا ہے۔ اگر ان لوگوں نے اپنے اشتہار میں اپنی تحقیق کے مطابق کوئی اور آثار مباہلہ شائع کئے ہوتے تو پھر کہہ سکتے تھے۔ کہ شرعی طور پر مفہوم مباہلہ اور آثار مباہلہ تو یہ ہیں مگر تم لوگوں نے آثار مباہلہ میں فلاں فلاں غیر آثار کو داخل کیا ہے۔ لیکن جبکہ

اس وقت تک علمائے دیوبند نے وہ آثار مباہلہ جو ان کے نزدیک شرح سے ثابت ہیں۔ شائع ہی نہیں کئے۔ تو ہمارے متعلق یہ کہنا کہ ہم آثار مباہلہ میں غیر آثار کو داخل کرنا چاہتے ہیں۔ حد درجہ کی غلط بیانی اور دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

علمائے دیوبند کا جھوٹی فتح ظاہر کرنیکی دہ میں فرار کا اعلان

اس غلط بیانی کے بعد نہایت ہی مضحکہ خیز طریق سے اپنی فتح کا اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن ہر ایک ایسا شخص جو فریقین کے اشتہارات کو پڑھتا رہا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ دراصل متانت اور معقولیت سے منسلخ ہو کر یہ اس خفت اور شرمندگی کے مٹانے کے لئے پیش بندی کی جا رہی ہے۔ جو مباہلہ سے جان بچا کر راہ فرار اختیار کرتے ہوئے علمائے دیوبند کو لاحق ہو رہی ہے اور معلوم ہوتا ہے۔ علمائے دیوبند نے یہ ڈھنگ یورپین اقوام کے اس طریق کی تقلید میں اختیار کیا ہے۔ جس کا ثبوت گذشتہ ایام کی جنگ عظیم میں جرمنی نہایت کھلے طور پر دے چکا ہے۔ کہ جس مقام سے وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگنے اور فرار ہونے والا ہوتا۔ وہاں کے متعلق بڑے طمطراق سے کامیابی اور فتح کی خبریں شائع کرنی شروع کر دیتا۔ یہی ڈھنگ اس وقت علمائے دیوبند نے ہمارے مقابلہ میں اختیار کیا ہے۔ جو دراصل تمہید ہے۔ اس شکست اور ہزیمت کے اعتراف کی جو انہیں ہمارے مقابلہ میں قدم قدم پر ہو رہی ہے۔ اور آثار ہیں اس فرار اور بھاگنے کے۔ جس کے سامان علمائے دیوبند مکمل کر چکے ہیں۔ اور عنقریب ہمیشہ کے لئے خموش ہو کر قعر مذلت میں گرنے والے ہیں۔

ہمارے متعلق کہا گیا ہے کہ ہم چونکہ مفہوم مباہلہ کو بدلتے ہیں۔ اس لئے ہم سے اس کی تشریح کرانے کی ان کو ضرورت پیش آئی ہے۔ گو یہ بالکل غلط ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ مفہوم مباہلہ تو ایک شرعی امر ہے جس میں تفاوت فہم و علم کی وجہ سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ لوگوں نے تو فتح و شکست کا مفہوم ہی بدل دیا ہے۔ کیونکہ شکست کو فتح قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ آج تک فتح کے مفہوم کو شکست سے بدلنے کی جرأت کسی نادان سے نادان انسان نے بھی نہیں کی۔ پس جب آپ لوگ ایک ظاہر اور باہر بات کے مفہوم کو بدلکر شکست کو فتح قرار دے رہے ہیں۔ تو بہت ممکن ہے کہ ایک دینی امر کا مفہوم کچھ کا کچھ بیان کر دیں۔ اس لئے آپ کی نسبت ہمارا آپ لوگوں سے مفہوم مباہلہ کی تشریح اور آثار مباہلہ کی تعیین کا مطالبہ کرنا نہایت ضروری اور اہم حیثیت رکھتا ہے۔

رہی یہ بات کہ علمائے دیوبند کے قائم مقام نے لکھ دیا تھا کہ اگر تشریح مفہوم و تعیین آثار مباہلہ نہ کی گئی۔ تو فرار سمجھا جائیگا۔ اور چونکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ اس لئے علمائے دیوبند کو فتح حاصل ہو گئی۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اگر محض مفہوم مباہلہ کی تشریح اور آثار مباہلہ کی تعیین نہ کرنے سے علمائے دیوبند کو فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اسی اصل کے مطابق جبکہ ہمارے مطالبہ پر علمائے دیوبند نے تعیین آثار مباہلہ نہیں کی۔ جماعت احمدیہ کو وہی فتح اور نصرت کیوں حاصل نہیں۔

پھر اگر آپ یہ کہیں کہ آپ کے لکھ دینے کی وجہ سے آپ کو فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ تو ... اپنی اس تحریر کے مطابق کہ:۔

"اگر درحقیقت تصفیہ کرنا ہے۔ تو پھر کسی بات میں عذر نہیں ہونا چاہیئے۔"

یہ بھی آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ کہ ہمارے مطالبہ پر تشریح مفہوم و تعیین آثار مباہلہ کرنے میں آپ اسی لئے عذر کر رہے ہیں کہ آپ کو درحقیقت تصفیہ منظور نہیں ہے۔ کیا آپ اپنے لکھے کو ہم پر حجت قرار دینے کی بجائے اپنے اوپر حجت قرار نہ دینگے۔ اور کھلے طور پر یہ اعتراف نہ کرینگے۔ کہ ہمارے مطالبہ پر آپ کا نہایت بودے اور لغو عذرات پیش کرنا اسی وجہ سے ہے کہ آپ تصفیہ کرنا نہیں چاہتے۔ اور اس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ مباہلہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ پس آپ ہی کے اصل کے مطابق یہ علمائے دیوبند کی شکست فاش ہے۔

آثار مباہلہ کی تعیین نہ کرنے کے متعلق علمائے دیوبند کے فضول عذرات

قائم مقام علمائے دیوبند نے بعض فضول عذرات کے ذریعہ تعیین آثار مباہلہ سے جان بچاتے ہوئے ہمارے متعلق لکھا ہے کہ ہم

"اپنے آپ کو مدعی کہکر اور اپنے لئے حق خاص محفوظ رکھ کر فریقین کو مساوی درجہ پر رکھتے اور منکر کو سوال کے حق سے بھی محروم کرتے ہیں۔"

لیکن اگر علمائے دیوبند ذرا ہوش و حواس کو درست کر کے غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ اگر ہمارے اپنے آپ کو مدعی کہنے سے مفہوم مباہلہ کی تشریح اور آثار مباہلہ کی تعیین ہمارے ذمہ ہے۔ تو آپ خود بھی اپنے آپکو مدعی قرار دیکر ہمارے مدعی ہونے سے انکار کرتے ہوئے اپنے لئے خاص حق محفوظ کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اشتہار نمبر ۶ میں لکھا تھا کہ:۔

"ہم نے جو لکھا تھا۔ کہ ہم مرزا صاحب کے متنبی کاذب ہونے کے دلائل پیش کرینگے۔ اس سے ہمارا مقصود معارضہ ہے۔ اور معارض خود ایک مدعی ہوتا ہے۔ اور اسپر بھی اسی قسم کی ذمہ واری عائد ہو جاتی ہے۔ جو ایک مدعی پر ہوتی ہے"

پس اس لحاظ سے تعیین اور تشریح کرنا آپ کا اولین فرض ہے۔ اس موقعہ پر دیو بندی قائم مقام کا اپنے آپ کو منکر قرار دے کر یہ کہنا کہ ہم "منکر کو سوال کے حق سے بھی محروم کرتے ہیں" عجیب بے ہودہ سرائی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا علمائے دیو بند مباہلہ کے منکر ہیں؟ اگر نہیں۔ (جیسا کہ اسوقت تک ان کے اشتہارات سے ظاہر ہے) تو پھر وہ اپنے آپ کو بحیثیت منکر کس علم کلام کے رو سے ظاہر کرتے ہیں۔ علمائے دیو بند کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک وہ مباہلہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اس کا کچھ نہ کچھ اثر اور مفہوم سمجھتے ہیں۔ اسوقت تک بحیثیت ان کے منکر کے وہ پیش نہیں ہو سکتے بلکہ مباہلہ فریقین کے لئے مساوی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے فریقین کے لئے مباہلہ کا مساوی حیثیت میں ہونا بیان کرتے ہوئے اپنے اشتہار نمبر ۹ میں صاف طور پر لکھ بھی دیا تھا کہ:-

"کیا جسطرح ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے اور اپنے مخالفین پر اثر مباہلہ مترتب ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ اسی طرح علمائے دیو بند اہل حق ہونے کا دعوے نہیں کرتے۔ اور ہم پر مباہلہ کا اثر ہونے کا خیال نہیں رکھتے اگر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے اشتہار نمبر ۴ میں ان کا اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منصب کا وارث اور ہمیں نصاریٰ نجران کے مشابہ ٹھہرانے سے ظاہر ہے۔ تو ان امور کی تشریح کرنا جس طرح ہمارے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح خود ان کے لئے بھی ضروری ہے"

پس جبکہ مباہلہ فریقین کے لئے مساوی حیثیت رکھتا ہے۔ تو اس کے آثار کی تعیین کا مطالبہ صرف ہم سے کرنا۔ اور خود اس سے پہلو تہی کرنا علمائے دیو بند کا نمایاں فرار نہیں تو اور کیا ہے؟

دیو بندی قائم مقام کی غلط بیانیاں

ہم حیران ہیں کہ علمائے دیو بند کے قائم مقام نے مباہلہ سے فرار اختیار کرتے ہوئے اسقدر کذب بیانیوں اور دھوکہ دہیوں سے کیوں کام لیا ہے۔ اپنے

"جماعت قادیان کی تکذیب انہیں کے قلم سے"

کے عنوان سے ہماری تکذیب ثابت کرنے کی سعی کرتے ہوئے سخت منہ کی کھائی ہے۔ اور حد درجہ کی حواس باختگی کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"۱۹۔ جنوری کے الفضل میں ایک طویل مضمون بمقابلہ خواجہ حسن نظامی لکھا گیا۔ جس کے آخر میں لکھا ہے کہ:- "اگر علمائے دیوبند یا فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ان دونوں شرطوں میں سے ایک شرط پانچ ہزار کی ہے"

اور پھر اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ:-

"دیکھو صاف لکھ چکے ہیں۔ کہ بغیر اس شرط کے علمائے دیو بند سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جب مباہلہ کی شرطیں لکھیں۔ تو ان میں یہ پانچہزار کی شرط بھی موجود ہے"

لیکن کیا دیو بندی قائم مقام نے اپنی طرح تمام اہل دنیا کو نور بصارت سے بے بہرہ اور عقل سلیم سے کورا سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ ۱۹۔ جنوری کے الفضل کی تحریر میں باوجود ان الفاظ کے کہ "صرف ان کی تحریر (یعنی نقد روپیہ جمع کرانے کی بجائے تحریر) پر ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں" اس نتیجہ کو صحیح اور درست تسلیم کر لینگے کہ بغیر اس شرط کے جسکو علمائے دیو بند بھی پہلے تسلیم کر چکے ہیں۔ علمائے دیو بند سے مباہلہ کیلئے تیار ہے۔ اگر اسلئے روز روشن میں دوسروں کی آنکھ میں خاک ڈالنے کی سعی نامشکور کی ہے۔ تو یہ نہ سمجھو۔ نہ اس میں کامیابی بھی ہو گئی ہے۔ بلکہ بجائے اس کے کہ ہماری تکذیب ثابت کرے۔ اپنے جھوٹے ہونے کا اپنے ہی قلم سے ثبوت بہم پہونچا دیا ہے۔

ذرا غور کیجئے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب کے مقابلہ میں جو مضمون لکھا گیا۔ اس میں خواجہ صاحب کے لئے پانچ ہزار روپیہ نقد جمع کرانے کی شرط تھی۔ لیکن آپ لوگوں کے لئے یہ آسانی رکھی گئی۔ کہ اگر آپ مباہلہ کرنا چاہیں تو آپ سے نقد جمع نہیں کروایا جائیگا۔ بلکہ ضمانت کے طور پر صرف پانچہزار روپیہ کی تحریر لے لی جائیگی۔ چنانچہ جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں۔ ان میں صاف لکھا ہے کہ:-

"صرف ان (علمائے دیو بند یا فرنگی محل) کی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں"

پس اب جبکہ علمائے دیو بند کو پکڑ پکڑ کر مباہلہ کی طرف لایا گیا۔ اور وہ خدا خدا کرکے مباہلہ کرنے کا لفظ زبان پر لائے۔ تو ہم نے شرائط مباہلہ پیش کرتے ہوئے اس رعایت کو جو خواجہ حسن نظامی صاحب کے مقابلہ میں مضمون لکھتے ہوئے ان کو دیگئی تھی۔ خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا۔ اور بجائے نقد روپیہ جمع کرانے کا مطالبہ کرنے کے صرف تحریر کو کافی قرار دیا۔ جیسا کہ دروغ گو را حافظہ نباشد کا مصداق بنتے ہوئے اسی اشتہار میں چند ہی سطور کے بعد دیو بندی قائم مقام نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ:-

"اسی پانچ ہزار کی شرط کو جس وقت جماعت قادیان نے

مباہلہ کی شرط میں درج کیا۔ تو اسوقت صرف یہ تھا کہ

ہر فریق دوسرے کو ایک تحریر لکھ کر دے گا"

کیا یہ الفاظ صاف طور پر اس امر کی شہادت نہیں دے رہے ہیں کہ جو رعایت ہم نے ۱۹ - جنوری کے الفضل میں علمائے دیوبند کے لئے رکھی تھی۔ اس کو ہم نے توڑا نہیں۔ اور وہ رعایت ہماری شرائط میں موجود ہے۔ جب یہ بات ہے۔ تو ہماری تکذیب ہمارے قلم سے نہ ہوئی۔ بلکہ علمائے دیوبند کی تکذیب انہی کے قلم سے ہوئی۔ اے دنیا کے ہوشمندو اور صاحب فراست لوگو! دیکھو علمائے دیوبند ہمارے مقابلہ سے عاجز اور درماندہ ہو کر کیسی کیسی حرکات نازیبا کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اور کس قدر دیدہ دلیری سے ایک صاف اور واضح بات کو الٹ پلٹ کر عوام کو غلطی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں*

ہم علے الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنی دی ہوئی رعایت کے مطابق علمائے دیوبند کو صرف تحریر ہی لکھ کر دینے کے لئے کہا ہے۔ جس کے متعلق انہوں نے ایک عرصہ تک بڑی حیل وحجت کی۔ لیکن جب مخلصی کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ اور اپنے فضول عذرات کی کمزوری کو محسوس کر لیا۔ تو اس شرمندگی کے مٹانے اور شیخی بگھارنے کے لئے پانچہزار روپیہ کے نقد جمع کرانے کی ایک نئی ذمہ داری کو انہوں نے از خود اپنے ذمہ لے لیا۔ اور ہم سے دریافت کیا کہ

"یہ تحریر فرمائیے کہ ہمارا پانچ ہزار روپیہ کہاں جمع کیا جائیگا"

چونکہ علمائے دیوبند کے خود بخود اپنی گردن پر اس ذمہ داری کو رکھنے میں ہمارا کچھ حرج نہیں تھا۔ اور نہ اس سے مباہلہ کی کارروائی میں کسی قسم کی روک ٹوک پیدا ہو سکتی تھی۔ اس لئے ہم نے اس کی منظوری دیتے ہوئے لکھ دیا کہ :-

"ہم اپنے اسی اشتہار میں جس میں اثر مباہلہ اور مفہوم مباہلہ کی تشریح کرینگے یہ بھی لکھ دینگے۔ کہ علمائے دیوبند اپنا پانچ ہزار روپیہ بطور ضمانت کس شخص کے پاس جمع کرائیں"

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہمارا یہ منظوری دینا کسی اپنی پہلی تحریر کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے مجوزہ تحریر کی بجائے نقد روپیہ جمع کرانے کے لئے از خود نہیں کہا۔ بلکہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا۔ اس ذمہ واری کی منظوری دیتے ہوئے لکھا۔ جو علمائے دیوبند نے پانچہزار روپیہ جمع کرانے کی صورت میں خود بخود اپنے ذمہ لی تھی۔ لیکن دیوبندی قائم مقام کو کیا کہا جائے۔ جو اسقدر بو کھلا گیا ہے۔ کہ ناعاقبت اندیشی اور زود کاری۔ کے باعث خود جس ذمہ داری کا بار اس نے اُٹھایا تھا۔ اسی کے متعلق اب یہ دکھانا چاہتا ہے۔ کہ گویا ہم نے اپنی پہلی تحریر کے خلاف اسے تحریر کی بجائے نقد روپیہ جمع کرانے کے لئے مجبور کیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور سفید جھوٹ ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

اس پانچ ہزار روپیہ نقد جمع کرانے کی ذمہ داری اٹھانے اور ہمارے اسے منظور کرنے پر علمائے دیوبند کے قائم مقام نے جو جو مضطربانہ حرکات کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ پانچ ہزار روپیہ نقد جمع کرانے کے متعلق جو اس نے ہم سے یہ دریافت کیا تھا کہ "کہاں جمع کیا جائیگا" وہ محض تعریضاً تھا۔ یعنے دراصل اس کا وہ مدعا نہیں تھا۔ جو الفاظ سے ظاہر ہے۔ اور جسے ہم نے مومنانہ حُسن ظنی سے کام لے کر صحیح طور پر سمجھا۔ اور خیال کیا کہ دیوبندی اصحاب علمائے دین اور حاملان شرع متین کہلاتے ہوئے دین کی اتنی عظمت تو اپنے دل میں رکھتے ہونگے۔ کہ دینی امور سے تمسخر اور استہزاء نہ کرینگے۔ لیکن اب ثابت ہو گیا ہے۔ کہ علمائے دیوبند رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے پورے پورے مصداق ہو چکے ہیں۔ علماؤھم شرمن تحت ادیم السماء کہ اس زمانہ کے مولوی کہلانیوالے آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے*

قطع نظر اس سے کہ ایک دینی مدرسہ کے معلموں علم شریعت کے دعویداروں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کے وارث ہونے کا ادعا کرنے والوں کی شان کے یہ کہاں تک شایاں ہے۔ کہ ایک دینی امر کے متعلق اس قسم کی فریب کاری کرنے کا خود اعلان کریں۔ ہم علمائے دیوبند سے پوچھتے ہیں۔ کہ جب تحریر کی بجائے نقد روپیہ جمع کرانے کی ذمہ داری جو آپ لوگوں نے خود اٹھائی تھی۔ اس کو تعریض کی مد میں داخل کر کے آپ کا قائم مقام اس کے بار سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ عین اسوقت جبکہ دعائے مباہلہ کے لئے ہاتھ اٹھانے کا موقعہ آئے۔ آپ یہ نہ کہدینگے کہ ہماری جانیں مفت میں آئی ہوئی نہیں۔ کہ اس طرح ضائع کر دیں۔ ہم دین کے ستون ہیں۔ اور ہمارے ہی ذریعہ دین اسلام قائم ہے اس لئے کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اپنی جانوں کو معرض ہلاکت میں ڈال دیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیں۔ کہ ہم چراغ دین غمونی۔ غلام دستگیر قصوری۔ اسمٰعیل علی گڈہی۔ غفیر مرزا دولمیالی۔ لیکھرام پشاوری وغیرہ کی طرح بے وقوف اور نادان نہیں ہیں کہ اپنی ہلاکت کے خود موجب بنیں۔ ہم نے تو مباہلہ کے متعلق جو کچھ لکھا تھا۔ وہ سب تعریضاً تھا

آپ لوگوں نے یونہی ہماری باتوں کو صحیح سمجھ لیا۔ اور ہم پر اعتماد کر کے مُباہلہ کے لئے تیار ہو گئے۔

علمائے دیوبند کی یہ متلون مزاجی اور پہلو تہی دیکھ کر ہمیں اسبات کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کہیں مباہلہ کے متعلق بھی یہ لوگ اس قسم کی بیجا حرکات کا ارتکاب نہ کریں۔ اس لئے اس کو صاف کرا لینا ضروری سمجھتے ہیں ٭

دیوبندی عُلماء کی تکذیب انہی کے قلم سے

عُلمائے دیوبند کے قائم مقام نے ہمارے اشتہار کی عبارت میں اختلاف ثابت کرنے کی جس قدر بے سُود سعی کی ہے۔ اسپر ہم اس مضمون میں کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ اپنی قلم سے اپنی تکذیب کے مرتکب خود عُلمائے دیوبند ہو رہے ہیں۔ معزز ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ قائم مقام علمائے دیوبند نے بڑے فخر سے اپنے اشتہار نمبر میں یہ اعلان کیا تھا۔ کہ علمائے دیوبند مباہلہ بلا شرط کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اب تازہ اشتہار میں اس نے اپنے پہلے اعلان کے خلاف "دو شرائط پر ایک سرسری نظر" کا خاص عنوان جما کر اپنی پہلی تسلیم کردہ شرائط سے بھی انحراف شروع کر دیا ہے۔

چنانچہ پانچہزار روپیہ کی شرط کو جس صورت میں اس نے تسلیم کیا تھا۔ اسپر باوجود اس قسم کے پیچ و تاب کھانے کے کہ کہیں اسے تعریض کی مد میں داخل کر دیا۔ کہیں اسے مشروط طور پر منظور کرنے کا ادعا کیا۔ کہیں اسے قمار بازی قرار دیا۔ کہیں اسے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف ٹھیرایا۔ پھر خود ہی یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:-

"جس وقت انعقاد مجلس مباہلہ کے متعلق درمیانی زیر بحث اُمور طے ہو کر تاریخ معین ہو جائیگی۔ ہم اپنا پانچہزار روپیہ کسی جگہ یا کسی شخص کے پاس جو فریقین کے نزدیک قابل اعتماد ہو۔ جمع کرنے کو تیار ہیں"

جس سے ظاہر ہے۔ کہ علمائے دیوبند نے اس شرط کو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف بتانے میں جھوٹ بولا۔ کیونکہ اگر پانچہزار کی شرط علمائے دیوبند کے نزدیک فی الواقع رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت کے خلاف ہوتی تو علمائے دیوبند اس کو منظور نہ کرتے۔ پہلے اس شرط کو سنت رسول اللہ کی خلاف ورزی بتانا اور پھر اسے منظور کرنا اپنی تکذیب آپ کرنا نہیں تو اور کیا ہے ؟

عُلمائے دیوبند پر انتہائی طریق سے اتمام حُجّت

اسی قسم کی اور بیسیوں عجیب و غریب حرکات ہم پیش کر سکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ کرینگے۔ اور یہ بھی بتائینگے۔ کہ اسوقت تک علمائے دیوبند کے قائم مقام نے کس قدر دروغ بیانیوں۔ وعدہ خلافیوں اور حیلہ سازیوں سے کام لیا ہے۔ لیکن فی الحال ہم ایک بار اور اتمام حجت کے طور پر نئے سرے سے پیش کردہ عذرات کو بھی توڑ دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ علمائے دیوبند کا فرار اور شکست اپنی انتہائی حد کو پہنچ جائے

بلا شرائط مباہلہ کا اعلان کرنے کے بعد اب پھر علمائے دیوبند کے قائم مقام نے جن پہلی شرائط پر بحث شروع کر دی ہے۔ ان میں سے شرط نمبر ۲ کے متعلق تو یہ گذارش ہے۔ کہ اگر علمائے دیوبند ہماری ایک تقریر کے سننے کا بھی حوصلہ نہیں رکھتے۔ جس میں ہم اپنے دعاوی کو مع دلائل بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ان کی جماعت میں سے کئی لوگ ہمارے دلائل سے متاثر ہو کر ان کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ تو ہم اسکو بھی نظر انداز کرتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ دُعاء مباہلہ کم از کم ایک گھنٹہ تک کی جائے۔ اور اس عرصہ میں کسی صاحب کو مجلس سے جانے کی اجازت نہ ہو گی۔

شرط نمبر ۶ کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ "جلسہ میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہو سکیگا۔ جس کے پاس طرفین میں سے کسی طرف کا ٹکٹ نہیں ہو گا" اور اپنے اشتہار نمبر ۷ میں آپ اس کو مان چکے ہیں اس لئے اس شرط کی رُو سے جو فریق کسی غیر مذہب کے شخص کو داخل کرنا چاہے گا۔ وہ اپنے ٹکٹ کے ذریعہ اسے داخل کر سکیگا ٭

مفہوم مُباہلہ اور اثر مُباہلہ

اسکے بعد ہم مفہوم مباہلہ اور اثر مباہلہ کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ بحث کو کوتاہ اور راستہ کو مختصر کرنے کے لئے مفہوم مُباہلہ کے متعلق تو ہم علماء دیوبند کا اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں۔ جو ان کی طرف سے بایں الفاظ پیش کیا گیا ہے۔ کہ:-

"دونوں فریق گڑ گڑا کر خداوند عالم سے دُعا کریں۔ کہ وہ اپنی لعنت جو فریقین میں سے جھوٹا ہو۔ اسپر مسلط کرے"

اور اثر مباہلہ کے متعلق ہمارا یہ بیان ہے۔ کہ ہمارے نزدیک مُباہلہ

کے نتیجہ میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی۔ ہاں وہ عذاب ایسا ہو گا۔ جس میں فریق مخالف کے کسی منصوبہ کا دخل نہ ہو گا۔ علمائے دیوبند کی طرف سے ہماری نسبت بار بار کہا گیا ہے۔ کہ ہم انہیں یہ نہ کہدیں۔ کہ وہ مباہلہ کے نتیجہ میں ذلّت کی آگ اور ندامت کے پانی میں ڈوب مرے ہیں اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر علمائے دیوبند کے نزدیک عزت و حرمت اور ننگ و ناموس کی بربادی معمولی بات ہے۔ تو انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اظہار صداقت کے لئے خدا تعالےٰ اس سے بڑھ کر اپنی قدرت نمائی پر قادر ہے۔ وہ مباہلہ کے لئے ہمارے مقابلہ میں نکل آئیں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدائے شدید العقاب کیسے کیسے عبرتناک طریق سے ان پر لعنت مسلط کرتا ہے۔

ہمارے نزدیک مباہلہ کا نتیجہ جس رنگ میں ظہور پذیر ہو سکتا ہے وہ ہم نے لکھ دیا ہے۔ اب علمائے دیوبند کا فرض ہے۔ کہ وہ جو کچھ آثار مباہلہ سمجھتے ہیں۔ ان کی تعیین کر دیں۔ یا دہلی کے مولوی کفایت اللہ اور مولوی محمد ابراہیم جن کو علمائے دیوبند اپنی تحریروں میں اپنے "معتدر افراد" قرار دے چکے ہیں۔ ان کی اس تحریر سے اپنا اتفاق ظاہر کر دیں۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ:۔

"ہم آپ کو یہ بھی بتا دیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے منکرین یعنے نصاریٰ نجران کے بارے میں فرمایا تھا۔ کہ اگر یہ مباہلہ کر لیتے۔ تو بندر اور سؤر بنجاتے اور میدان مباہلہ ان کے اوپر آگ ہو کر بھڑک اٹھتا۔ اور یہ جل بھن جاتے۔"

اور یہ تو علمائے دیوبند کو یاد ہی ہو گا۔ کہ وہ اپنے آپ کو منصب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وارث اور ہمیں نصاریٰ نجران کے مشابہ لکھ چکے ہیں۔ اگر یاد نہ ہو۔ تو اپنے اشتہار نمبر ۴ کے حسب ذیل الفاظ پڑھ لیں کہ:۔

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کی وارث تو ہماری (علمائے دیوبند کی) جماعت ہوئی۔ اور آپ کی (جماعت احمدیہ) جماعت نصاریٰ نجران کے مشابہ ٹھہری۔"

پس جبکہ اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منصب کا وارث اور ہمیں نصاریٰ نجران کے مشابہ ٹھہرا چکے ہیں۔ تو علمائے دیوبند کا فرض ہے۔ کہ ہمارے لئے وہی آثار معین کریں۔ جو ان کے "معتدر افراد" رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نصاریٰ نجران کے لئے سمجھتے ہیں

اب علمائے دیوبند کو چاہیئے کہ مباہلہ سے فرار اختیار کرنے کے لئے کوئی اور چالبازی اختیار نہ کریں۔ اور ان آثار مباہلہ سے اپنا اتفاق ظاہر کر دیں۔ ورنہ ان کی شکست فاش میں کسی قسم کا شبہ نہیں رہ جائیگا اور دنیا سمجھ لیگی۔ کہ ان میں ہرگز اتنی جرأت نہیں ہے۔ کہ جماعت قادیان کے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے کھڑے ہو سکیں۔

ہم نے اپنی طرف سے انتہائی طور پر اتمام حجت کر دی ہے۔ اب بھی اگر علمائے دیوبند مباہلہ کے لئے نہ نکلے۔ تو ہماری فتح مندی اور کامیابی پر وہ اپنی چالبازیوں۔ دھوکہ دہیوں اور کذب بیانیوں سے کسی قسم کا پردہ ڈالنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اور دنیا نہایت صفائی کے ساتھ شکست اور ہزیمت کی سیاہی ان کی پیشانیوں پر ملاحظہ کر لیگی ⁂
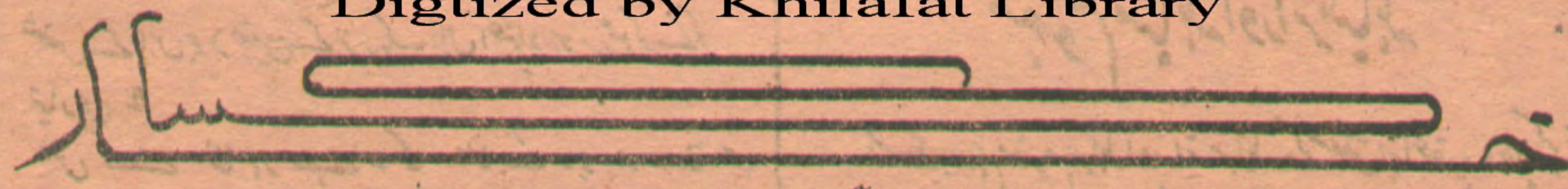
خاکسار

غلام نبی عفا اللہ عنہ۔ ایڈیٹر "الفضل" قادیان دار الامان (گورداسپور)

میں اس تحریر سے متفق ہوں۔ اور اسکی تصدیق کرتا ہوں
خاکسار مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ثانی)

۱۵ - اکتوبر ۱۹۱۹ء مطابق ۱۹ - محرم الحرام ۱۳۳۸ھ
علےٰ صاحبہا التحیۃ والسلام

اشتہارات

مدارجِ تقویٰ ۲؎

حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۱ء کتاب کی صورت میں چھپ گئی - قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ { احمد حسین فرید آبادی قادیان (گورداسپور)

اطمینان رکھیں

اتالیق انشاء اللہ جلدی ہی شائع ہو گا - اور خدا چاہے تو پہلے پرچوں سے زیادہ آب و تاب سے نکلیگا - میری طویل بیماری اور کاتب کے نہ ہونے کے سبب اتنی دیر لگی ہے - ورنہ مضامین بفضلہ بہت ہیں - خریدار بنانیکی کوشش کیجئے - جو ابھی تک خریدار نہیں ہوئے تو ابھی ہوئے - چندہ سالانہ عہ ششماہی ۱۵ ر فی پرچہ ۲ر

پتہ { احمد حسین فرید آبادی قادیان ضلع گورداسپور

سامانہائے سکول و دفاتر کے لئے احمدیوں کا

اپنا کارخانہ

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں - اطلاع دیجاتی ہے کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل چوبی سامان بنکر طیار رہتا ہے :-

(۱) سنگل ڈیسک	(۷) سائنس الماری
(۲) ڈبول ڈیسک	(۸) ایلوارنگ شلیف
(۳) ٹیچر ڈیسک	(۹) میپ ریک
(۴) اسٹول	(۱۰) میپ سٹینڈ
(۵) لیکچر گیلری	(۱۱) بال فرم
(۶) سائنس ٹیبل	(۱۲) فائیل باسکٹ

بوقت ضرورت طلب فرمادیں -

ملنے کا پتہ

ایم فیض احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس جموں توی

احباب غور سے پڑھیں ۹؎/۱۲

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں "میں نے بعد طبع حمائل شریف متعدد مقامات سے دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے - کہ جماعت کی ضروریات پورا کرنے کے لئے یہ ایک عمدہ کام ہے - اور موجودہ ضروریات کے لئے بہت کارآمد ہے ؞

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہر رنگ میں یہ ترجمہ اور نوٹ قوم کے پورے پورے اعتماد اور وثوق کے مستحق ہیں - اور قوم کی شدید ترین ضرورت کو بڑی محنت اور صرف زرکثیر سے پورا کیا ہے -

حضرت حافظ روشن علی صاحب فرماتے ہیں - جو محنت برادرم محمد فخر الدین صاحب ملتانی نے کی ہے وہ نہایت قابل شکریہ ہے - (ملخصاً)

چند بیرونی قدرشناس احباب کی سچی شہادتیں

سرگودہا سے مکرم جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ "الحمد للہ کہ اس کے دیکھنے سے طبیعت خوش ہوئی - میری نظر میں اس احمدی حمائل کی دو خصوصیتیں احمدی پبلک کے واسطے نہایت ہی قابل قدر ہیں - اول یہ کہ اس کا ترجمہ احمدی علماء کا مرتبہ و مصدقہ ہے - پہلے شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ احمدی احباب میں مقبول سمجھا جاتا تھا - اب اس حمائل شریف نے ان تمام تراجم سے مستغنی کر دیا ہے - اور یہ اس کا نعم البدل بلکہ اس سے کئی اوصاف میں بڑھکر ممتاز ہے - دوسری خاص صفت حاشیہ پر آیات کے حوالے اور حضرت مسیح موعود کی کتب کے حوالجات - آیات کے حوالجات گویا تفسیر القرآن بالقرآن کا کام دیتی ہیں - کسی احمدی کو اس کے عظیم الشان فوائد سے منہ نہیں پھیرنا چاہیئے -

مولوی عظیم اللہ صاحب مدرس تکھوئی لکھتے ہیں حمائل دیکھی چونکہ بندہ غریب ہے - مگر اس حمائل شریف کی خوبی پڑھ کر خریدنے کا شوق پیدا ہوا - مہربانی کر کے ایک عدد مجلد بذریعہ وی پی روانہ کر دیں ؞

منشی ہاشم علی صاحب گرداور سندھی لکھت تحریر فرماتے ہیں - حمائل کا وی پی وصول ہوا - ایک دوسری جلد بھیجو قسم میرے فلاں دوست کو وی پی کر دیں ؞

میاں فضل الٰہی صاحب مقام لاہوریاں تحریر کرتے ہیں - آپ کی حمائل شریف میری نظر سے گذری بہت پسند آئی - ایک عدد ایک حمائل بذریعہ وی پی روانہ کر دیں ؞

ملک خیر زمان صاحب نائب تحصیلدار ہزارہ تحریر کرتے ہیں کہ میں سات آٹھ حمائلیں دیکھ چکا ہوں - مگر آپ کا ترجمہ ان سب سے بہتر اور عمدہ ہے - ہر لفظ کے نیچے ترجمہ اس خوبی سے ہے کہ میرے جیسا مبتدی بآسانی بخوبی فائدہ اٹھا سکتا ہے -

مجلد کپڑا للعہ - ایضاً چرمی عہ - ایضاً چرمی مع اوراق طلائی عہر

چیلنج دس ہزاری دربارہ امام الزمان - جسمیں حضرت مسیح موعود کے دعاوی مع دلائل بیان کر کے دس ہزار روپیہ کا چیلنج ہے - قیمت ۳ر - بغرض تقسیم ۱۰ عدد قاعدہ یسرنا القرآن ۴ر - حصہ اول ار

خاکسار محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

تلاشِ عزیز

ایک لڑکا احمدی عمر تخمیناً سولہ ۱۶ سال - رنگ گندمی بنام غوث محمد یا محمد غوث قوم سید ساکن موضع بہلہ تحصیل کھاریاں قد درمیانہ - جو کہ عرصہ تین سال سے زائد کا گم شدہ ہے کسی صاحب کے علم میں ہو یا اپنے نواح میں تلاش کرنیسے مل جاوے - تو اس کی خیر سے خاکسار کو مطلع فرمائیں -

الراقم - سید باقر علی شاہ - احمدی بکنہ موضع بہلہ - تحصیل کھاریاں ضلع گوجرات

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ اور ست سلاجیت ۱۰؎

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے کی - اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے تبلائی ہے - اور فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" ممیرے کی قیمت فی تولہ ۱۰ للہ اور سرمہ فی تولہ عار - ست سلاجیت - فی تولہ عہ - مقوی اعضائے رئیسہ - مشتہی طعام - قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر کے لئے مفید ہے -

المشتہر - احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

ممالک غیر کی خبریں

امریکہ اور صلحنامہ۔ (واشنگٹن ۱۴۔ اکتوبر) آج جمہوری لیڈر سنیٹر لاج نے صلحنامہ کی دفعات متعلقہ شانٹنگ کی اس بنا پر مخالفت کی۔ کہ جاپان مشرق بعید میں ایسی سلطنت تعمیر کر رہا ہے۔ جس سے تمام دنیا کا امن [illegible] پڑ جائے گا۔ سنیٹر لاج نے اسبات پر زور دیا۔ کہ [illegible] اعلیٰ قسم کی امریکہ کی بحری فوج [illegible] جائے۔ کیونکہ ایک دن ایسا آئیگا۔ جبکہ امریکہ کو تہذیب کی حفاظت کے ایک اور جنگ میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

مارسیلز کی ایک اور ہڑتال۔ (لنڈن ۱۴۔ اکتوبر) جہازرانی کی ایک اور ہڑتال کی وجہ سے جسمیں انجنیئر سٹیوارڈ۔ لانسکی کے ملازم اور ڈاکٹر بھی شریک ہیں قریباً ۹ ہزار مارسیلز کے مسافر یہاں رکے ہوئے ہیں ہڑتال کی وجہ یہ ہے کہ ان اشخاص کو جنہوں نے پہلے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ ملازمت پر بحال کرنے سے انکار کر دیا گیا ہے۔

جرمن گورنمنٹ کی مخالفت۔ (برلن ۱۴۔ اکتوبر) نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ بالٹک میں سرکش افواج کو ۱۱۔ اکتوبر سے رسد وغیرہ بھیجنا بالکل بند کر دیا گیا ہے سوائے ان افواج کے جو واپس آ رہی ہیں۔ مسافروں کی آمد و رفت بھی ۱۱۔ اکتوبر سے بالکل بند ہے۔ اسلحہ وغیرہ کی ترسیل کو مسدود کرنے کے لئے بھی فوری تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ وان ڈرگولٹز نے فوج کی کمان ۱۱۔ اکتوبر کو جنرل ایبرہارٹ کے سپرد کر دی ہے۔ اور عنقریب برلن میں واپس آ جائیگا۔ جرمن گورنمنٹ متصرف فوج [illegible] کاروائی سے بالکل بے تعلقی بلکہ مخالفت ظاہر کرتی ہے۔

جرمن [illegible] پرنس کا بیان۔ — جرمن کراؤن پرنس [illegible] اخبار میں شائع [illegible] ہے [illegible] لکھا ہے کہ [illegible] کی لڑائی میں (جس سے کہ ستمبر ۱۹۱۴ء میں پیرس جرمنوں کے غلبہ سے محفوظ ہو گیا تھا) ناکامی اس وجہ سے ہوئی تھی۔ کہ فوجی لیڈروں کی عقل ماری گئی تھی۔ ۱۹۱۴ء کے موسم خزاں ہی میں مجھے اس بات کا علم ہو گیا تھا۔ کہ جنگی ذرائع سے لڑائی کامیاب خاتمہ پر نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے اس وقت فرانس سے صلح کا خواہش مند تھا۔ اس کے علاوہ پرنس مذکور کو یہ بھی شکایت ہے۔ کہ دوران جنگ میں جرمنی میں کوئی مضبوط پولٹیکل لیڈر موجود نہ تھا۔ اور انگلستان کے ساتھ اقتصادی سمجھوتے پر صلح کرنے کی کوئی تدبیر نہیں کی گئی تھی۔

معاہدہ ایران و انگلستان۔ وزیر خارجہ ایران نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ میں نے انجمن مصالحت سے درخواست کی ہے کہ ایران کی خواہشات کو ظاہر کرنے کے لئے مجھے باریابی کا موقعہ دیا جائے۔ انہوں نے اسبات پر زور دیا۔ کہ معاہدہ ایران و انگلستان کے متعلق لوگوں کے خطرے بے بنیاد ہیں۔ ایران کی بقاء اس امر پر منحصر ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی اصلاح کرے اور وہ فقط یورپ کی دول عظمیٰ میں کسی کی مدد سے ہی اصلاح کر سکتا ہے۔ برطانیہ کلاں ہی ایک ایسا ملک تھا۔ جو ایران کی مدد کر سکتا تھا۔ عہدنامہ میں ایران کی خودمختاری کے خلاف کوئی شے درج نہیں۔ نہ ہی اس کی رو سے برطانیہ کو کوئی مستقل یا دائمی حق حاصل ہوتا ہے۔ ایران غیر ممالک کے مشیر مقرر کر سکتا ہے۔ مثلاً فرانسیسی پروفیسر۔ نیز انہوں نے اسبات پر زور دیا۔ کہ معاہدہ مذکور کو لیگ اقوام کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

ریگا پر لڑائی۔ (لنڈن ۱۳۔ اکتوبر) ڈیلی کرانیکل کا نامہ نگار متعینہ ریگا نے تین دن کی دلچسپ جنگی کیفیت کا حال بیان کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ کس طرح دو ہزار لیٹش گارڈ کے سپاہیوں نے کثیر جرمن فوج کو روکے رکھا۔ قدم قدم پر نہایت جانبازی سے مقابلہ کیا گیا۔ اگرچہ گیس کے گولوں اور گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اکثر سپاہی سکول کے لڑکوں سے لئے گئے تھے۔ جو سیدھے مدرسوں سے لڑنے کے لئے کمربستہ ہو کر آئے تھے۔ لیٹش آخر کار مشین گن اور مسلح کاروں کے سامنے پسپائی پر مجبور ہوئے۔ تاہم سنیچر تک سخت گولہ باری کے باوجود مقابلہ پر آمادہ رہے۔

ملکہ ہالینڈ کا دورہ۔ (ایمسٹرڈم ۱۳۔ اکتوبر) سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ملکہ ولہلمنا عنقریب ڈچ ایسٹ انڈیز جزائر کا دورہ کرینگی۔ اور دوران سفر میں اہل جاوا کے خطاب "سری بگینڈی راجہ پتری" سے مخاطب کی جائینگی۔

پریزیڈنٹ ولسن کی علالت۔ (واشنگٹن ۱۳۔ اکتوبر) اس سرکاری اطلاع نے کہ پریزیڈنٹ ولسن کی حالت ان کو بستر علالت پر عرصہ دراز تک رہنے کے لئے مجبور کریگی۔ لوگوں کی اس امید کو قطع کر دیا ہے۔ کہ وہ جلد اپنے فرائض صدارت کو سرانجام دینے کے قابل ہو جائینگے۔ ایک خط نے جو امریکہ کے کسی اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اور جو ایک سنیٹر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ تمام ملک میں سنسنی پھیلا دی ہے۔ اس میں درج ہے۔ کہ مسٹر ولسن کو دماغی رعشہ کا عارضہ ہے۔ جس کا ایک نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ چہرہ کا ایک پہلو مفلوج ہو جاتا ہے۔

امریکہ میں ایک دیگر ہڑتال۔ (نیویارک ۱۳۔ اکتوبر) آج شب کے بارہ بجے گاڑیاں اور ٹرک چلانیوالے آدمیوں نے ہڑتال کر دی۔ دس ہزار آدمی ہڑتال میں شریک ہیں۔ اور نیویارک کے ہر مقام پر ٹرک چلانے والوں نے دودھ کی تقسیم کو بند کر دیا ہے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مالکان کے لئے چھپکر شائع ہوا)